عالمی اقتصادی انضمام میں سرمایہ کاری کا فروغ اور نشوونما شریعت اسلامیہ کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study on the Promotion and Development of Investment in Global Economic Integration in the Context of Islamic Shari'ah

Maria shafiq- ur -Rehma
M Phil. Research Scholar Department of Islamic Studies, Lahore Leads University,
mmararizwan@gmail.com
Dr. Hafiz Muhammad Imran
Assistant professor, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore
dr.imran.isl@leads.edu.pk

Abstract: *Natural resources are a key input into the production process, which drives economic growth. Therefore, wise use of resources is essential for sustainable economic growth. Reducing environmental impact also contributes to welfare gains outside of a market economy. The role of means of production is central in economic, political and social evolution. Mechanized means of production gave birth to the industrial age and this industrial age is the real essence of the modern age. Poverty and bankruptcy can be eradicated from the world only by the equal distribution of the resources of the means of production between the employer and the worker. This study explores the key considerations and strategies for promoting the development of Islamic investment domestically and internationally. Islamic investment must adhere to Shariah principles, avoid prohibited activities such as usury, gambling, and engaging in business against Islamic ethics. Islamic finance encourages risk sharing. Investment structures such as Mudarabah and Musharakah emphasize the fair distribution of profit and loss. The paper presents an analytical study*

of the development and promotion of Islamic investment within the framework of Islamic economics. is required.
Keywords: *Islamic Economics, Development, integration.*

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو اقتصادی جدوجہد تجارتی وصنعتی ترقی، خریدوفروخت کے معیارات اور طریقے متوازن وعادلانہ معاشی نظام اور مستحکم اصولوں اور طریقوں کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔اسلام سرمایہ، سرمایہ کاری، اخراجات، پیسہ کی بچت، مالیاتی لین دین، مال بیچنے اور بھیجنے، سرمایہ کو محفوظ کرنے اور اس کو خرچ کرنے، کسی بھی قسم کی چیزوں کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، منافع کم یا زیادہ لینے، صنعت وحرفت نیز مہارت وحقوق کی فروخت کی فروخت، اس کی اجرت ومحنت جیسے تمام امور کی ضابطہ بندی کرتے ہوئے انسانوں کی واضح رہنمائی پیش کرتا ہے۔

آج کا دور جو کہ جدید ٹیکنالوجیز کا دور ہے، اس دور میں دنیا صنعتی انقلاب کے ساتھ ساتھ فنی اور تکنیکی طور پر بھی بہت زیادہ آگے بڑھ چکی ہے، جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔مثلاً بینکوں کے جدید سسٹم، کرنسی کا نظام، مارکیٹنگ کا جدید نظام، قبضہ سے پہلے فروخت اور نفع کا حصول، سریع الحرکت نظام ، حصص کی خرید وفروخت کا نظام، بین الاقوامی تجارتی نظام، کرنسی کے مساوی کارڈ کا نظام اور ان تمام سرگرمیوں کو چلانے اور ان کو کنٹرول کرنے کے لیے بہت سی کمپنیوں کا نظام، یہ سب کے سب آج کے عہد میں ایسی ضرورت بن چکے ہیں، جن سے بے شمار مسائل کے ساتھ ساتھ نئے نئے سوالات بھی جڑے ہوئے ہیں۔

اس چیز میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں کہ موجودہ رائج معاشی پالیسیز اصلاً سود پر مبنی ہیں، جس میں زیادہ تر سرمایہ داروں کا معاشی ومفاداتی تحفظ ہوتا ہے اور غریبوں کا خون اور ان کی شب وروز کی محنت شامل ہوتی ہے جس کو نچوڑ لیا جاتا ہے۔

دراصل اسلام اقتصادی محاذ پر ظلم و استحصال کا خاتمہ کرتا ہے، معاشی عدل کا قیام اور سود کے شبہ سے پاک نظام کا نفاذ واحیاء اور اس کی بقا چاہتا ہے۔سود کی ممانعت اور پاک لین دین سے متعلق آیت موجود ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے :

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ-ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ-وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ-فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ-وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ-وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: وہ جو سُود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنادیا ہو یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سُود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سُود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اَب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔[1]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں سود کی ممانعت اور بیع کے حلال ہونے کا حکم دیا ہے۔اسلامی شریعت اپنے جامع وپائیدار اصولوں کے ذریعے انسانی سماج کو ہر عہد، ہر دور اور ہر خطہ میں فلاحی ودنیوی ترقی اور معاشی خوشحال سے ہمکنار کرنا چاہتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» :طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ

ترجمہ:عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" :فرائض کے بعد کسب حلال کی تلاش بھی فرض ہے۔[2]

دوسری حدیث:

مَا أَكَلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ طَعَامًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ۔

"تم میں سے کسی نے بھی ایسا کھانا نہیں کھایا جو رب تعالیٰ کو اس کی ہاتھوں کی کمائی سے زیادہ محبوب ہو۔"

[3]

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کھانا وہ پسند ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔

1۔البقراہ2:275

Al- Baqara:2:275

2۔مسند أحمد، رقم :۱۷۱۱۵، وقال حمزة أحمد الزين :إسناده صحيح۔

Masnad Ahmed Hadees(17115)Awo Qala Hamzah Ahmed Al Zeen/Asnad Saheeh

اسلام نے کام پر رغبت دلائی اور لوگوں سے مانگنا منع کیا ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم :لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدَكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيْ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطُوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ۔

"اگر کوئی اپنی رسی اٹھائے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اس کو بیچے اور اللہ اس کے ذریعے اس کی آبرو بچائے رکھے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ وہ دیں یا نہ دیں۔ "[4]

امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود محنت کرتے اور اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے یہاں تک کہ مکہ والوں کی بکریاں بھی چراتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ ﷺ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلاَّ رَعَى الْغَنَمَ ((فَقَالَ أَصْحَابُهُ :وَأَنْتَ؟ فَقَالَ)) :نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ۔

"اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ ﷺ نے بھی چرائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا :ہاں میں چند قیراط اجرت پر مکہ والوں کی بکریاں چراتا تھا۔[5]

اس حدیث میں مانگنے سے بچنے پر ابھارا گیا ہے، گو انسان طلب معاش میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا رہے اور مشقت اٹھاتا رہے کیونکہ کمائی کی وجہ سے کام کرنے میں کوئی عار نہیں، نیز اس حدیث سے ہاتھ کے کام کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے اور کسی سے کام کروانے کی بجائے براہ راست خود کام کرنے کا مقدم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے سب نے کسب حلال کیا، کسی نے مزدوری کی کسی نے بڑھئی کا کام کیا، کسی نے بکریاں چرائیں۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے اجیاد کے

---

[3]- البخاري في كتاب الزكوٰة، باب :الاستعفاف عن المسألة، رقم :١٤٧١۔
AL Bukhari Fi Kitab u Zakah Bab: Al Istafaf an Al Masalah Hdees(1471)

[4]- البخاري في كتاب الإجارة، باب :رعي الغنم على قراريط، رقم :٢٢٦٢۔
(2262)raeiyal ganami Aala Qararet Hadees :AL Bukhari FI Kitab Ejarah Bab

[5]- إسناده ضعيف جدًا، رواه البيهقي في شعب الإيمان] (8741)والطبراني في الكبير 90/10)ح
[(9993۔مسند أحمد، رقم :١٧١١٥، وقال حمزة أحمد الزين :إسناده صحيح۔
Isnad o Zaeef Jidn,Riwa ho Al Behqi Fi Shobul Eman(8741)Wa Tibrani Fil Kabeer,10/90, H,(9993)Awo Qala Hamzah Ahmed Al zeyn: Isnad o Saheeh

پہاڑوں پر لوگوں کی بکریاں چرائیں۔ آپ ﷺ نے تجارت بھی کی، حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر دومرتبہ شام کا سفر کیا، زراعت کا کام بھی کیا، اطراف مدینہ میں مقام جرف میں کھیتی باڑی بھی کی۔ آپ ﷺ نے مختلف طریقوں سے حلال کمائی پر زور دیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ: پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔[6]

تفسیر بغوی میں ہے

:فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ للتجارةِ والتصرفِ فی حَوائجِكُم،، وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ "يعنی الرزقَ"، هذا أمر إباحة۔

یعنی تجارت کے لیے اور اپنی ضروریات میں لگنے کے لیے زمین پر پھیل جاؤ اور رزق تلاش کرو

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے :عراک بن مالکؒ جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرماتے.

اللهمَّ إنّی أَجَبْتُ دعوتَک، وصَلَّيتُ فريضتَکَ، وَانتشرتُ كما أَمَرْتَنِی، فَارْزُقْنِی ، وَأَنْتَ خيرُ الرّازقينَ۔

ترجمہ :اے اللہ !میں نے آپ کی دعوت „ حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ،، کو قبول کیا، نماز پڑھی، اور زمین پر پھیل گیا جیسا کہ تو نے حکم دیا؛ لہٰذا آپ ہمیں رزق عطا فرما اور تو بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔[7]

---

[6] سورۃ الجمعہ 28:10

Surah Al Jumah, 28:10

[7] رواہ ابن حاکم:۸/۱۲۲

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ":أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ"، قَالَ :وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ ":أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي، يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، وَالصَّلَاةُ قُرْبَانٌ، أَوْ قَالَ : بُرْهَانٌ يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، النَّارُ أَوْلَى بِهِ، يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، النَّاسُ غَادِيَانِ فَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، وَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقُهَا."

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا" :اللہ تمہیں بیوقوفوں کی حکمرانی سے بچائے "انہوں نے پوچھا کہ بیوقوفوں کی حکمرانی کیا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ حکمران ہیں جو میرے بعد آئیں گے میرے طریقے کی پیروی نہ کریں گے اور میری سنت کو اختیار نہ کریں گے جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم پر تعاون کریں گے ان کا مجھ سے اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اور یہ لوگ حوض کوثر پر بھی میرے پاس نہ آسکیں گے۔

لیکن جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کریں گے اور ان کے ظلم میں تعاون نہ کریں گے تو وہ لوگ مجھ سے ہوں گے اور میں ان سے ہوں گا اور عنقریب وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔ اے کعب بن عجرہ !روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، نماز قرب الٰہی کا ذریعہ ہے یا یہ فرمایا کہ دلیل ہے۔ اے کعب بن عجرہ !جنت میں کوئی ایسا وجود داخل نہیں ہو سکے گا جس کی پرورش حرام سے ہوئی ہو اور جہنم اس کی زیادہ حقدار ہو گی، اے کعب

Rewah Abn Hakim:122/8

بن عجرہ !لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوگے کچھ تو اپنے نفس کو خرید کر اسے آزاد کر دیں گے اور کچھ اسے خرید کر ہلاک کر دیں گے۔[8] اور حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

مَنْ طَلَبَ الدنيا حَلالاً وَاستعفافاً عنِ المسئلةِ، وَسعياً على عيالِه، وتعطّفاً على جارِه لَقِيَ اللَّهَ، وَوَجْهُه كالقمرِ ليلةَ البدرِ۔

ترجمہ : جس شخص نے دنیا کو حلال طریقے سے حاصل کیا، سوال سے بچنے کے لیے (یعنی تاکہ فقر و تنگ دستی کی وجہ سے لوگوں سے سوال کرنا نہ پڑے) اپنے اہل و عیال کی پرورش اور کفالت کے لیے اور اپنے پڑوسی پر احسان کرنے کے لیے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرا چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا۔[9]

حرام کمائی سے احتراز لازم ہے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

لا يدخلُ الجنةَ لحمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، النارُ أولَى بِهِ۔

---

[8]-مفتی تقی عثمانی :اسلامی تجارت کے بنیادی اصول :مکتبہ معارف القرآن :اتوار28اپریل2019ء

Mufti Taqi Usmani: Islami Tijarat ky Bunyadi Asool: Maktabah Maref ul Quran :Sunday, 28, april,2019

[9]-شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر:۹۸۸۹۔ مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث :۲۲۱۸۶

(22186)Musanif Ibn Abi Shebah Hadees (9889)Eman Lil Behqi Hadees Shobul

ترجمہ :وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کی پرورش حرام غذا اور حرام مال سے ہوئی ہے، جہنم کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔[10]

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

يَأتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لايُبَالِي المَرأُ مَاأَخَذَ مِنه، أَمِنَ الْحلالِ أَمْ مِنَ الحرامِ۔

ترجمہ :لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کو کوئی پرواہ نہ ہو گی کہ وہ مال کس طرح حاصل کر رہا ہے، حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے۔[11]

چونکہ اسلام ایک مکمل دین ہے، اس لیے اسلام نے اپنا ہی ایک مکمل اور تفصیلی اقتصادی نظام رائج کیا ہوا ہے جو کے دنیا کے تمام نظاموں سے اعلیٰ ہے، یہ وہ نظامِ معاشرت ہے جس کی بنیاد قرآن وحدیث اور فقہی اصولوں پر مبنی ہے۔اسلامی اقتصادی سرمایہ داری نظام، اشتراکیت اور اشتمالیت سے الگ ایک مکمل اقتصادی نظام ہے۔ اس اسلامی اقتصادی نظام میں دنیا کے باقی رائج نظاموں کی طرح کوئی خامی موجود نہیں ہے۔اسلامی اقتصادی نظام میں درج ذیل بنیادی ستون شامل ہیں۔

1- سود 2- زکوۃ
3- طلائی دینار اور نقرئی درہم بطور زر (پیسہ کے) 4- وادیعہ (بینک کا متبادل ادارہ)
5- قمار(جوا)، غرر(دھوکہ) وغیرہ کی ممانعت 6-اسلام کا آزاد بازار (سوق المفتوحہ) وغیرہ

شامل ہیں۔[12]

[10]- مسند أحمد حديث نمبر :١٤٤٤١ ۔ شعب الايمان للبيهقى حديث:٨٩٥٢
Masnd Ahmed Hadees(14441)Shobul eman Lil behqi Hadees(8952

[11]- صحيح بخارى حديث نمبر :٢٠٥٩
Saheeh Bokhari Hadees (2059)

اسلام کا اقتصادی نظام اس کے سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت سے مکمل مختلف ہے۔اسلامی معاشی نظام کو ہم اسی طرح بیان کر سکتے ہیں کہ اس اسلامی اقتصادی نظام کا "دل" تجارت ہے۔لہذا اس اسلامی اقتصادی نظام میں "زر" یعنی پیسہ جو کے حقیقی دولت کے طور پر مبنی جنس ہے وہ شامل ہے۔ جیسے طلائی دینار اور نقرئی درہم، گندم، چاول وغیرہ۔یہ صورت سود، ٹیکس، قمار (جوا)، غرر (دھوکہ) سے پاک ہوتی ہیں۔یہ اقتصادی نظام آزاد بازاروں پر مبنی ہوتا ہے۔جہاں پر ہر شخص اپنی تجارتی اشیاء کی خرید وفروخت یا لین دین کر سکتا ہے۔جہاں پر ہر چھوٹا کاریگر اور صنعت کار اپنا کارخانہ یا فیکٹری خود لگا سکتا ہے۔اس نظام میں شرکت، مضاربت، مرابحہ وغیرہ کے مختلف طریقوں سے تجارت کی جاتی ہے۔

وادیعہ بینک کا متبادل نظام ہے جس کے ذریعے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ سرکاری و نیم سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ان کے بینک اکاؤنٹس یا حسابوں میں منتقل کی جائیں گی اور وہاں پر ان افراد کی دولت امانت کے طور پر محفوظ رکھی جائے گی۔ "شرعی زر" کی معیاری معلومات حکومت فراہم کرتی ہے،اور پھر ملکی خزانہ بیت المال میں جمع (اکٹھا) کیا جاتا ہے۔اس میں ایسی پالیسی ترتیب دی جائے گی کے غریب عوام سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جائے گا۔بلکہ حکومت کا کام ہو گا کہ امیر طبقہ سے زکوٰۃ، فطرانہ، عشر (زمینی ٹیکس)، خراج، جزیہ اور ٹیکس کی مد میں رقم وصول کرے اور اس رقم کو غریب عوام میں برابر بانٹے گی۔اس اسلامی اقتصادی نظام میں نجکاری (پرائیویٹ) کرنا محدود مدت تک کے لیے ہو گا اور سرکاری اداروں کی نجکاری (پرائیویٹ) نہیں کی جاسکتی ہے۔دریاؤں، نہروں، تیل، گیس، کوئلے، بجلی، جنگلات، چراگاہوں وغیرہ کی نجکاری (پرائیویٹ) نہیں کی جاسکے گی۔عوام الناس کو روٹی، کپڑا، مکان اور پانی کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہو گی اور یہ سب کچھ حکومت غریب عوام کو مفت فراہم گی۔ اوقاف کی بحالی سے بازاروں، تھوک مارکیٹ (صرافہ بازار) اور صنعتی مراکز کی اجارہ داری مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔بین الاقوامی تجارت کے لیے مال کے بدلے میں مال کا تبادلہ کیا جائے گا اور جہاں کہیں پر مال کے بدلے مال کا تبادلہ ممکن نہ

---

[12]-مفتی توقیر عالم قاسمی :اسلامی تجارت کے بنیادی اصول: دارالعلوم، شمارہ:2-3، جلد:104، جمادی الاول 1441ھ مطابق فروری-مارچ2020ء

ہوا تو وہاں پر سونے کو زر(پیسہ) کے طور پر استعمال میں لایا جائے گا۔"شرعی زر" کو بنانے کے لئے حکومت ٹکسال(کرنسی یانوٹ بنانے کاکارخانہ) بناتی ہے اور ملک کا خزانہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ایسی پالیسی کے تحت مرکزی بینک مکمل ختم ہو جائے گا اور انسان کو نفع کمانے کے لئے اوقاف کا رخ کرنا پڑے گا، جہاں پر صحیح معنوں میں کاروبار اور تجارت ہوگی۔اس سے بازار حصص(کمپنی شئیرز) کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوگی، اور پھر شرعی زر(پیسہ) کے آپس کے تبادلہ کے لیے دوسرے ملکوں کی کرنسیوں سے وکالہ کے آزاد مراکز قائم کئے جائیں گے۔ اس سے اجارہ داری(ٹھیکہ داری) کرتے ہوئے صرافہ بازار(تھوک مارکیٹ) ختم ہو جائیں گے۔کسی بھی ملک کا بجٹ اس کی آمدنی کو دیکھ کر بنایا جائے گا، جس سے قوم کے قرضوں کا خاتمہ ہوگا، اور ورلڈ بینک یا مالیاتی فنڈ کے قرضوں کی ضرورت نہیں رہے گی، مسلم ممالک آپس میں مکمل طور پر آزاد تجارت کر سکیں گے، جس کی وجہ سے ان ممالک کے مالِ تجارت پر کوئی محصول نہیں لگایا جائے گا،جو ممالک مسلمانوں کے مالِ تجارت پر ٹیکس نہیں لگاتے ان سے بھی رعایت برتی جائے گی۔جس کی وجہ سے ملکی اور بین الاقوامی تجارت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

لہذا اسلامی اقتصادی معاشی نظام کی مکمل بحالی سے مسلمان ممالک کے سارے کام بہت احسن طریقے سے انجام پاجائیں گے اور مغربی اقتصادی معاشی نظام سے مسلمانوں کو کسی بھی قسم کی کوئی چیز لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔[13]

پس منظر:

اسلامی نظام میں دو چیزیں ہیں:

1عبادات 2 معاملات

معاملات میں دین کا بچھتر(75٪)فیصد حصہ شامل ہے۔اس میں اسلامی اقتصادی معاشی نظام، اسلامی سیاست کا نظام، اسلامی وقانونی اور معاشرتی نظام وغیرہ شامل ہیں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی اقتصادی نظام ہی

---

[13]-مفتی توقیر عالم قاسمی :اسلامی تجارت کے بنیادی اصول: دارالعلوم، شمارہ:2-3، جلد:104، جمادی الاول 1441ھ مطابق فروری-مارچ2020ء

Mufti Toqeer Aalm Qasmi: Islami Tijarat ky Bonyadi Asool: Mufti Toqer Aalm Qasmi: Islami Tijarat ky Bunyadi Asool:Darul Aloom , sumara 3-2,Jild:104,Jumadi ul Ola,1441,Mutabiq; February to March;2020

معاملات کا ایک اہم حصہ ہے۔لہذا ہمیں اپنے تمام حکومتی سطح پر معاملات کو اسلامی بنانا ہے اور ہماری زندگی میں اسلامی معاملات کا عملی نفاذ بہت ہی ضروری ہے اور یہی ہمارا مقصدِ زندگی ہونا چاہیے۔

شیخ عمر واڈیلو صاحب نے اسلامی اقتصادی نظام کو "نظامِ معاملات" کہا ہے۔اور "نظامِ معاملات" کو "نظام مدینہ" کی انتہاء کہا ہے۔لہذا نظامِ معاملات سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت(یعنی سوشلزم) اور مخلوط معیشت کا متبادل ہے۔اس بہترین نظام کو دنیا کی بہترین ہستی نے سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں نافذ کیا، جو کہ خاتم النبیین ﷺ ہیں ۔پھر حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء راشدین نے اس کو نافذ کیے رکھا۔ابو بکر صدیقؓ کے دور میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف باقاعدہ جنگ کا اعلان ہوا۔ اس کے بعد میں یہ اسلامی معاشی نظام خلافت بنوامیہ اور خلافت بنوعباسی میں تھوڑی بہت کوتاہیوں کے ساتھ نافذ العمل رہا، جبکہ خلافت عثمانیہ میں بھی اسی اسلامی معاشی نظام کو نافذ کیا گیا، اور پھر 1924 میں خلافت کے سقوط کے بعد اس نظام کا خاتمہ ہو گیا اور 1928 میں طلائی دینار کے اجراء کو ختم کر دیا گیا۔لہذا بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کے اس بہترین نظام کو متروک ہوئے کئی دہائیاں گزر چکی ہیں۔جبکہ دنیا میں کئی ایسے اسلامی ممالک ہیں جن میں اس کا جزوی یا قلیل طور پر باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔جس میں ملائیشیا، افغانستان، ایران، پاکستان اور انڈونیشیا جیسے ممالک شامل ہیں۔[14]

عالمی اقتصادی انضمام:

عالمی اقتصادی انضمام سے مراد عالمی منڈی میں قومی معیشتوں کا آپس کا باہمی ربط اور ایک دوسرے پر انحصار ہے۔اس میں ضروریاتِ زندگی کا سامان، سرمایہ، ٹیکنالوجی اور سرحدوں کے دوسری طرف کی معلومات کی طرف بڑھتا ہوا رجحان شامل ہے۔ جس کے نتیجے میں دیکھا جائے تو باہم مربوط عالمی معیشت کو وجود میں آنا چاہیے۔کچھ اہم عناصر ہیں جو کہ اس عالمی اقتصادی انضمام کو واضح طور پر پیش کرتے ہیں:

1- تجارتی لبرلائیزیشن

---

[14]-مفتی توقیر عالم قاسمی :اسلامی تجارت کے بنیادی اصول: دارالعلوم، شمارہ:2-3، جلد:104، جمادی الاول 1441ھ مطابق فروری-مارچ2020ء

Mufti Toqeer Aalam Qasmi:IslamiTijarat ky Bonyadi Asool: Mufti Toqer Aalm Qasmi: Islami Tijarat ky Bunyadi Asool:Darul Aloom , sumara 3-2,Jild:104,Jumadi ul Ola,1441,Mutabiq; February to March;2020

2- سرمایہ کاری کا بہاؤ

3-مالیاتی انضمام

4- تکنیکی رابطہ

5- مزدوروں کی نقل وحرکت

6- بین الا قوامی ادارے

تجارتی لبر لائیزیشن:

بین الاقوامی تجارت میں حائل رکاوٹوں کو ختم کرنا یا پھر اس کو کم کرنے کی کوشش کرنا۔جیسے ٹیرف، کوٹہ اور تجارتی پابندیاں وغیرہ۔ جس سے سامان اور اس سامان کو لانےلیجانے والے مزدور یا خدمتگاروں کو دوسرے ممالک میں آزادانہ طور پر منتقل کرنے کی اجازت دینا ضروری ہے۔

سرمایہ کاری کا بہاؤ:

غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) اور غیر ملکی پورٹ فولیو سرمایہ کاری (FPI) سمیت سرحدوں کے پار سرمائے کی بڑھتی ہوئی نقل و حرکت ہے۔کیونکہ انسان کو اپنے کاروبار کے مواقع تلاشنے اور بہترین مواقع ڈھونڈنے کے لیے سرحد پار جانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

مالیاتی انضمام:

مالیاتی انضمام عالمی سطح پر قائم شدہ یہ نظام اسلامی سرمایہ دارانہ نظام سے بالکل مخالفت پر ہے، کیونکہ اس میں سودی کاروبار کیا جاتا ہے، جبکہ یہودی مذہب میں بھی سود کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے۔جو کہ (بائبل کے عہد نامہ قدیم کی کتاب خروج کی سورہ نمبر 22 آیت نمبر5)2

اسی طرح مسیحیت میں بھی سود حرام ہے۔(جس کاذکر بائبل کے عہد نامہ جدید کی کتاب لوقا کی سورت نمبر 6 آیت نمبر 35-34)

ہندومت میں بھی سود کی ممانعت کی گئی ہےاوراسے حرام قرار دیا گیا ہے۔

(ہندوؤں کی مقدس کتاب منوسمیتی " سورۃنمبر 11 آیت نمبر62)۔[15]

[15]-اسلامی اقتصادی نظام ویکیپیڈیا مضمون: ترمیم شدہ، مورخہ 13 فروری 2024ء کو 01:15۔

لیکن اسلام میں اور ان دیگر مذاہب میں فرق یہ ہے کہ اسلام میں ہمیں ایک مکمل معاشی اقتصادی نظام دے دیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کے سود سے پاک معیشت کو کس طرح سے حاصل یا نافذ کیا جائے،جب کہ دیکھا جائے تو دیگر ادیان میں یہ چیزیں نہیں ملتی ہیں۔

اسلام نے نہ صرف نظریاتی طور پر ہی ان نظاموں کو پیش کیا ہے، بلکہ اس کو مکمل اور عملی طور پر اس کو نافذ کر کے دکھایا ہے۔

تکنیکی رابطہ :

ٹیکنالوجی میں پیش رفت جو عالمی سطح پر مواصلات معلومات کے تبادلے اور اقتصادی سرگرمیوں کو باہم مربوط کرنے میں سہولیات کی فراہمی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔اس میں انٹر نیٹ، ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور عالمی مواصلاتی نیٹ ورکس کا عروج بھی شامل ہے۔

مزدوروں یا خدمتگاروں کی نقل و حرکت:

ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والے افراد جو کہ روزگار کے مختلف مواقع تلاش کرنے کے لیے جاتے ہیں یہ ایک اچھا اقدام ہے کہ اس سے سرحدوں کے پار افراد کی صلاحتیوں اور محنت سے کام کرنے والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔اور اس سے منڈیوں اور عالمی سطح پر مختلف مہارت کے حامل افراد کا تبادلے میں حصہ ڈالنا ہے۔

بین الاقوامی ادارے:

عالمی سطح پر قائم یہ ادارے جیسے کہ (WTO) اور (IMF) نے ایسا نظام معیشت تشکیل دے دیا ہے جس سے اسلامی سرمایہ دارانہ نظام کا مکمل خاتمہ ہو چکا ہے اور افسوس صدافسوس اس بات کا ہے کہ ان تنظیموں نے مختلف ممالک میں قرضوں کی شکل میں سودی کاروبار کو اس حد تک پھیلا دیا ہے جو کہ اسلام سے مکمل طور پر تصادم رکھتا ہے۔ ان اداروں نے مسلم ممالک کو پوری طرح سے اپنے شکنجوں میں جکڑا ہوا ہے، جس سے مسلمان ممالک کا نکلنا مشکل سے مشکل ترین ہوتا جا رہا ہے ،اور وہ مزید اپنے ممالک کو اس دلدل میں گرنے سے بچانے میں ناکام ہوئے ہیں۔ یہ بین الاقوامی ادارے ظاہری طور پر خیر خواہ بن کر آتے ہیں مگر اسلامی ممالک میں ان کا

سرمایہ دارانہ نظام اس قدر پنجے گاڑھ چکا ہے جس سے مسلم ممالک نکلنے میں ناکام ہورہے۔جب تک یہ تمام اسلامی ممالک اپنے درمیان اسلامی سرمایہ دارانہ نظام کو نافذ نہیں کریں گے یہ کامیاب ہونے میں ناکام ہی رہیں گے۔

دنیا میں اس وقت مختلف قسم کے معاشی نظام رائج ہیں جن میں دو نظام سب سے زیادہ رائج ہوتے نظر آرہے ہیں۔

1-سرمایہ دارانہ نظام

2-اشتراکی نظام

اس دنیا میں جتنے بھی کاروبار(بزنس) یا ان سے متعلق دیگر معاملات زندگی ہو رہے ہیں وہ سرمایہ دارانہ نظام،اور اشتراکی نظام ہی کے تحت ہو رہے ہیں۔ سوویت یونین کے زوال کے بعد اگرچہ اشتراکی نظام یا سوشلزم سیاسی طاقت کی حیثیت سے تو ختم ہوہی چکا ہے اور اس کے خاتمے کے ساتھ ہی اس قسم کے نظریے کی طاقت بھی ختم ہو تی جارہی ہے یا یہ کہنا ہو گا کہ بہت کمزور پڑ گئی ہے۔لیکن معاشی اعتبار سے اس کو دنیا کے معاشی نظریات میں اب بھی بہت اہمیت حاصل ہے،لہٰذا اسکے لئے اس اشتراکی نظام کو سمجھنانہایت ضروری ہو گیا ہے۔

بنیادی معاشی مسائل:

ہمارے لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ معیشت کیا ہے؟معیشت کے بنیادی مسائل کیا ہیں؟ کیا یہ اسلام اور مغرب کی سوچ کی عکاسی کرتی ہے؟ اردو میں اس کو "معاشیات" بھی کہتے ہیں۔اصل میں یہ انگریزی انگریز کے لفظ "اکنامکس" کا ترجمہ ہے۔دراصل "اکنامکس" کا صحیح ترجمہ "معاشیات" سے نہیں بلکہ عربی زبان کے لفظ "اقتصاد" سے اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور اسی لفظ "اقتصاد" سے یہ بات نکل رہی ہے کہ اس مفروضہ کو دنیا کے تمام معاشی افکار میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ "انسانی ضروریات اورانسانی خواہشات موجودہ دور کے وسائل کے مقابلے میں زیادہ ہیں" اور "ضروریات" کا لفظ جب موجودہ دور کی معیشت میں استعمال ہوتا ہے تو اس میں انسانی خواہشات بھی داخل ہیں۔لہٰذا "اقتصاد" اور "اکنامکس" کے یہی معنی سامنے آتے ہیں کہ ان موجودہ وسائل کو اس طریقے سے استعمال کیا جائے کہ ان وسائل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ انسانی ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔

سرمایہ دارانہ نظام:

نظریہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر انسان کو اس کی تجارت اور صنعتی سرگرمیوں کو پورا کرنے کے لئے مکمل طور پر آزاد چھوڑ دیا جائے اور ان تاجروں اور صنعت کاروں کو مکمل طور پر یہ آزادی دے دی جائے کہ وہ زیادہ منافع کمانے کے لیے جس طریقے کو بھی اختیار کرے بغیر روک ٹوک کے اپنا لے۔ سرمایہ دارانہ نظام کہتا ہے کہ کسی بھی ملک کی معیشت میں ترقی کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

1- ترجیحات

2- وسائل کی تخصیص کی

3 -آمدنی کی تقسیم

4-ترقی

درج بالا چار چیزوں کے بغیر کسی بھی چیز کو فروغ دینا نا ممکن سی بات ہے۔ دیکھا جائے تو اس کائنات میں اللہ کی قدرت کے بہت سے قوانیں رائج ہیں، جو کہ بہترین نتائج پیدا کر رہے ہیں، ان میں کسی بھی چیز بھی کی رسد اور طلب بھی ہے۔ اسی طرح رسد وطلب کا قدرتی نظام ہی حقیقت میں زراعت کے پیشے سے منسلک افراد کے لئے اس بات کا تعین کرتا ہے کہ وہ اپنی زمین میں کیا چیز اُگائیں؟ اس طلب ورسد کے قانون سے انسان کی ترجیحات کا تعین اس طرح ہوتا ہے کہ جب ہم ہر شخص کو اس کی مرضی کا منافع کمانے کے لئے چھوڑ دیں گے تو ہر شخص ہی زیادہ منافع لینے کی خاطر اس چیز کو بازار میں لانے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح سے معاشرے میں وہی چیزیں پیدا ہوں گی جن کی معاشرے میں ضرورت ہے اور یہ چیزیں اتنی ہی مقدار (کوانٹٹی) میں پیدا ہوں گی جتنی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے واقعتاً درکار ہیں۔[16]

جب کوئی شخص اپنی ترجیحات کا باقاعدہ طور سے تعین کر لیتا ہے تو اسی حساب سے موجود وسائل کو اپنی ترجیح میں شامل مختلف کاموں میں لگا لیتا ہے۔ لہذا رسد وطلب کے وہ قوانین جس طرح موجودہ انسانی ترجیحات کا

---

[16]- مفتی تقی عثمانی: اسلام اور جدید معیشت وتجارت: مکتبہ معارف القرآن: اتوار 28 اپریل 2019ء

Mufti Taqi Usmani: Islam or Jadeed maeshat: MaktabaH mare ful Quran:Sunday,28,April,2019

تعین کرتے ہیں اسی طرح وسائل کی تخصیص یاوسائل کوخاص کرنے کا کام بھی ساتھ ساتھ انجام سے دیتے ہیں۔ لہذا رسد وطلب کے جاری قوانین کے ذریعے وسائل کی تخصیص کامسئلہ بھی خود بخود حل ہوجاتا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کہتا ہے کہ جو کچھ آمدنی سے حاصل ہوا وہ اس کی تقسیم انہی عوامل کے درمیان ہونی چاہئے جنہوں نے اس کی پیدائش کے عمل میں حصہ لیتے ہوئے اس مرحلے کو مکمل کیا۔یہ کل چار قسم کے عوامل ہیں:

1-زمین

2-محنت

3- سرمایہ(زر،پیسہ)

4-آجر (تنظیم)

آجر(تنظیم) سے مراد وہ شخص ہے، جو ابتداءً کسی عمل میں پیدائش کا ارادہ کر کے پہلے تین عوامل کو اس کام کے لئے اکھٹا کرتا ہے اور نفع اور نقصان کا خطرہ مول لیتا ہے۔سرمایہ دارانہ نظام کے تحت پیدائش کے اس عمل کے نتیجے میں جو کچھ بھی آمدنی ہوگی وہ بالکل اسی طرح سے تقسیم ہونی چاہیے:جس نے زمین دی اس زمیں دینے والے کو کرایہ دیا جائے گا، جس نے اس زمیں میں محنت کی اس محنت کرنے والے کو اس کی مزدوری دی جائے گی، جس نے اس پیدائش کے عمل کے لئے سرمایہ فراہم کیااس سرمایہ فراہم کرنے والے کو سود دیا جائے اور آجر(تنظیم) جواس پیدائش کے عمل کااصلی محرک تھا اس کو بھی منافع دیا جائے، یعنی کہ زمین کا کرایہ ادا کرنے کے بعد ، محنت کرنے والے کی محنت کی اجرت اور سرمائے کا سود ادا کرنے کے بعد جو کچھ بھی بچے گا وہ آجر کا منافع ہو گا۔

یہ سرمایہ دارانہ نظام اسلامی نظامِ سرمایہ کاری سے یکسر مختلف ہے اور اللہ کی صریح طور پر مخالفت کرتا ہے جو کہ اللہ نے ارشاد فرمائی:

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا-

ترجمہ:اللہ نے سود کو حلال کیاہے اور ربا کو حرام۔[17]

[17]-البقرۃ2:275

اسی طرح سے سرمایہ دارانہ نظام کے ردِ عمل کے طور پر اشتراکیت وجود میں آئی۔چونکہ سرمایہ دارانہ نظام کافلسفہ پوراس بات پر زور دیتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لیے ہر شخص آزاد ہے، اور کسی بھی معیشت کا ہر مسئلہ بنیادی طور پر چیز کی رسد و طلب کی بنیاد پر طے ہوتا ہے۔اشتراکیت نے سرمایہ دارانہ نظام میں معیشت کے بنیادی مسائل کی رسد وطلب کی اندھی قوتوں کے حوالے کر دیا ہے جو کہ صرف اور صرف ان سرمایہ داروں کے ذاتی منافع کے طور پر کام کرتی ہیں۔ان سرمایہ داروں کو عوامی فلاح وبہبوداور ان کے مسائل کا بالکل بھی ادراک نہیں ہے۔

یہ ایسی قوتیں ہین جو غیر منصفانہ نتیجہ پیدا کرتی ہیں۔جن کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ اگر مزدوروں کی رسد زیادہ ہو تو ان کی اجرت کم ہو جائے گی اور بعد اوقات مزدور اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ انتہائی کم اجرت پر کام کرنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں، اور اپنوں کاپیٹ پالنے کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام یہ مغرب کے بنائے ہوئے بنیادی اصول ہیں، جو کہ اسلامی سرمایہ داری کے نظام سے مختلف ہی نہیں بلکہ اس سے متصادم بھی ہیں۔اسلامی معیشت بھی اسلامی دین کا ایک روشن حصہ ہے، جس پر موجودہ دور میں عمل پیرا ہونے کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

اسلام کے معاشی واقتصادی احکام ہوں یا تعلیمات ان پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے بازار(مارکیٹ) کی قوت یعنی کے اس کے رسد وطلب کے رائج قوانین کو تسلیم کیا ہے، اور معاشی مسائل کے حل کے لیے ان کے استعمال کی حمایت بھی کی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ-نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا-وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

Al Baqra:2:275

ترجمہ: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ہم نے اُن میں ان کی زیست (زندگی گزارنے) کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور اُن میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے اور تمہارے رب کی رحمت ان کی جمع جتھا سے بہتر ہے۔[18]

اس آیت میں ایک دوسرے سے کام لینے کے متعلق واضح بیان ہے کہ متعلقین افراد سے کس طرح سے کام لیا جائے گا؟ اور طلب ورسد کی باہمی کشمکش اور باہمی امتزاج دونوں ہی سے ایک متوازن معیشت وجود میں آئے گی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی جب دیہات کے لوگ اپنی زرعی پیداوار کو شہروں میں فروخت کرنے کے لیے لاتے تو بعض شہری کہتے کہ تم اپنا مال خود لے جاکر شہر میں مت بیچو، بلکہ یہ سامان مجھے دے دو! میں مناسب دام میں اس کو فروخت کروں گا تاکہ اس عمل سے اس کی قیمت زیادہ ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے شہریوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور اس کے ساتھ ہی یہ جملہ ارشاد فرمایا:

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ":لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ."

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :شہری باہر سے آنے والے دیہاتی کا مال نہ بیچے، لوگوں کو چھوڑ دو، خود بیچیں (اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے روزی دیتا ہے"۔[19]

عن أنس بن مالك ﷺ مرفوعاً: قال الناسُ: يا رسولَ الله، غَلَا السِّعْرُ فسَعِّرْ لنا، فقال رسول الله ﷺ: «إنَّ اللهَ هو المُسَعِّر القابضُ الباسطُ الرازقُ، وإني لأرجو أن ألقى اللهَ وليس أحدٌ منكم يُطالِبُني بمظلمةٍ في دمٍ ولا مالٍ.

---

[18]-الزخرف24:32

Alzukhraf 24:32

[19]-صحيح مسلم/ (1522) 6، سنن الترمذی/ (1223) 13،)تحفة الأشراف(2764 :، وقد أخرجه :سنن ابی داود/ (3436) 45، مسند احمد) (3/307صحيح

Saheeh Muslim / (1522)6,Sunan Al Termizi(1223)13/Tohfat ul Ashraf (2764)Waqad Akhraja sunan Abi Dawood/ (3436)45 Masnad Ahmed(307)3 Saheeh

ترجمہ:انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا :اللہ کے رسول !گرانی بڑھ گئی ہے لہٰذا آپ) کوئی مناسب (نرخ مقرر فرمادیں، تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :نرخ مقرر کرنے والا تو اللہ ہی ہے،) میں نہیں (وہی روزی تنگ کرنے والا اور روزی میں اضافہ کرنے والا،روزی مہیا کرنے والا ہے اور میری خواہش ہے کہ جب اللہ سے ملوں،تو مجھ سے کسی جانی ومالی ظلم وزیادتی کا کوئی مطالبہ کرنے والا نہ ہو"۔[20]

اللہ تعالیٰ کو قیمت مقرر کرنے والا قرار دینے کا واضح مطلب ہے کہ اللہ عزوجل ہی نے طلب ورسد کے فطری اوراصل وقف کے فطری اصول مقرر فرمائے ہیں۔

اسلامی سرمایہ کاری کا فروغ :

گزشتہ بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب تک مسلمان اسلامی سرمایہ کاری فروغ کے لیے کوشش نہیں کریں گے وہ ہر طرح سے مشکلات میں ہی گھرے رہیں گے۔ اب ہم یہاں چند ان چیزوں کا ذکر کریں گے جن کی وجہ سے اسلامی سرمایہ کاری نشو و نما پائے گی اور اس کو فروغ حاصل ہوگیا۔

1-سلامی مالیاتی اصول اور عالمی انضمام

2- تجارت کی عالمی منڈیاں اور مالیاتی روابط

3- بین الاقوامی تعاون اور شراکت داری

4-اسلامی مالیاتی آلات

اسلامی مالیاتی اصول اور عالمی انضمام:

سود سے پاک لین دین جسے اسلامی مالیات میں عام طور پر ربا کہا جاتا ہے، اسلامی معاشی اصولوں میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔رہا سے مراد سود کی ممانعت ہے وہ چاہے کسی بھی صورت میں نافذ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔اسلامی سرمایہ کاری کی رہنمائی شرعی قانون سے ہوتی ہے اور اسلامی معاشی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے والے اخلاقی اصولوں کی پابندی کرتے ہیں۔ربا سود یا قرض پر سود لینے کو سختی سے منع کرتا ہے۔اس کے لیے بنیاد یہ ہے کہ قیمت میں اضافے کے بغیر پیسے کو زیادہ پیسہ نہیں بنانا چاہیے۔اسلامی مالیات

[20]- [صحيح] - [رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد]

مالی معاملات میں اخلاقی طرز عمل اور انصاف پسندی کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔یہ سماجی انصاف اور دولت کی منصفانہ تقسیم پر زور دیتا ہے۔اسلامک فنانس مالیاتی لین دین میں شامل دو فریقوں کو رسک شیئرنگ کی اجازت دیتا ہے روایتی سود پر مبنی نظام کے بر عکس قرض دینے والے کو کوئی خطرہ نہیں۔[21]

ربا کی دو اقسام ہیں:

(1) ربا النسیئہ(تاخیر کا سود) (2) ربا الفضل (زیادہ سود)

1۔ربا النسیئہ:

ربا النسیئہ میں سود اس وقت ہوتا ہے جب قرض کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی ہے اور قرض دینے والا اس کی ادائیگی کی مدت میں توسیع کے لیے اضافی رقم (بطور سود) وصول کرتا ہے۔

2۔ربا الفضل:

ربا الفضل یہ سود کی دوسری قسم ہے، جس میں کسی چیز کے تبادلہ سے متعلق ہے اور اس میں غیر مساوی تبادلہ شامل ہے، جہاں ایک فریق کو لین دین کرنے سے زیادہ ملتا ہے۔

سود سے پاک مالیاتی اقسام :

یہ تین اقسام ہیں جو کہ سود سے پاک نظام تشکیل دیتی ہیں:

(1)مضاربہ (2)مرابحہ (3) اجارہ

(1) مضاربہ میں ایک فریق سرمایہ فراہم کرتا ہے، جبکہ اس میں دوسرا فریق مضارب (یعنی انتظام) فراہم کرتا ہے۔پہلے فریق سے متفقہ طور پر تناسب کے مطابق منافع کا اشتراک کیا جاتا ہے اور اس میں نقصان سے سرمایہ فراہم کرنے والے کو برداشت کرناپڑتا ہے۔

(2) مرابحہ میں لین دین کرنے والا بیچنے والے خریدار کواثاثہ کی قیمت ظاہر کرتا ہے اور متفقہ طور پر منافع پر اضافہ کرتا ہے، خریدار بھی اس کو قسطوں کی صورت میں مکمل رقم ادا کرتا ہے۔

---

[21]-مفتی تقی عثمانی :اسلام اور جدید معیشت و تجارت :مکتبہ معارف القرآن: اتوار 28 اپریل 2019ء

Mufti TAqi Usmani: Islam or Jadeed Maeshat o Tijarat: Maktaba Maref Ul Quran:Sunday:28,April,2019

(3) اجارہ لیز پر مشتمل ایک معاہدہ ہے، جس میں ایک فریق (یعنی لیز دینے والا) اور دوسرا فریق (لیز پر لینے والا) دونوں کو ایک مخصوص مدت اور کرایہ کی رقم کے لئے لیز دیتا ہے۔لیز کی مدت کے اختتام پر، کرایہ دار کے پاس اثاثہ خریدنے کا کا اختیار ہو سکتا ہے۔

تجارت کی عالمی منڈیاں اور مالیاتی روابط:

عالمی تجارت عالمی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قوموں کے درمیان باہمی رابطہ کو فروغ دیتی ہے۔ عالمی سطح پر اشیاء، سرمائے اور مزدوروں کے تبادلے کو قابل بناتی ہے۔ اس پیچیدہ نظام میں حکومتیں، کاروبار اور صارفین سمیت متعدد کھلاڑی شامل ہیں۔ یہ بہت سے عوامل اقتصادی پالیسیوں، تکنیکی ترقی اور جغرافیائی سیاسی حرکتوں کو متاثر کرتے ہیں۔ قرآن کریم تجارتی لین دین میں انصاف پر زور دیتا ہے۔منصفانہ لین دین جو کہ شفاف بھی ہو اور باہمی رضا مندی سے معاملات کو حل کرے اس پر زور دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔[22]

قرآن کریم مومنوں کو اخلاقی اور حلال ذرائع تلاش کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ-وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ-وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔[23] احادیث میں بھی تجارت کرنے اور مالیاتی روابط کو احسن طریقے سے

---

[22]- البقرة(2:188)

Al Baqara:2:188l

[23]- البقرة (2:267)

Al Baqara:2:267

انجام دینے میں بہت زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تجارتی معاملات میں واضح رابطے اور ایمانداری کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,قَالَ" :التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ ."قَالَ عَبْدُ اللَّهِ :لَا عِلْمَ لِي بِهِ إِنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَقَالَ :أَبُو حَمْزَةَ هَذَا، هُوَ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ، وَهُوَ : مَيْمُونٌ الْأَعْوَرُ.

ترجمہ: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" : سچا، امانت دار تاجر قیامت کے دن (انبیاء، صدیقین) سچے لوگ اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔" امام دارمی رحمہ اللہ نے فرمایا : مجھے معلوم نہیں کہ حسن نے یہ حدیث سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنی یا نہیں، اور فرمایا کہ سند میں جو ابو حمزہ ہیں وہ ابراہیم کے شاگرد میمون الاعور ہیں۔[24]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ، أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺقَالَ " :إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَكَانَا جَمِيعًا، أَوْ يُخَيِّرَ أَحَدُهُمَا الآخَرَ، فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا، وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ":جب دو آدمی ایک مجلس میں خرید و فروخت کریں، تو دونوں میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں، یا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو اختیار نہ دے دے، پھر اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دے دیا پھر بھی

[24]- إسناده ضعيف لانقطاعه؛ الحسن لم يسمع أبا سعيد الخدري .وأبو حمزة هو :عبد الله بن جابر،]مكتبه الشامله نمبر[2581 :اس روایت کی سند حسن اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کے شواہد صحیحہ موجود ہیں۔ دیکھئے] :ترمذي [1209،]ابن ماجه [2139،]شرح السنة للبغوي [2025،]دارقطني [7/3،]الحاكم [6/2و]الطبراني في الأوسط [7390

Esnado Zaef ul Enqitaeh;Al Maktabah Shahmilah Number 2581:Es ki Sanad Hasan hy darmiyan me inqitae ki wajha se ye Zaef hy lakin e sky shwahid sahehah mojod hain (Termizi :1209)Abny Maja :2139 Sharah Al Sunah Tul Bagvi (2025)Dare Qtni 3/7 w Al Tibrani Fil Oost(7390)

ان دونوں نے بیع پکی کرلی تو بیع واجب ہو گئی، اس طرح بیع ہو جانے کے بعد اگر وہ دونوں مجلس سے جدا ہو گئے تب بھی بیع لازم ہو گئی "[25]

معلوم ہوتا ہے کہ جدا ہونے سے بدن کا جدا ہونا مراد ہے، اور اس حدیث کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معنی سمجھا تھا، دوسری روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی بیع کو پورا کرنا چاہتے تو عقد کے بعد چند قدم چلتے تا کہ بیع پکی ہو جائے، اور اگر تفرق اقوال مراد ہو تا یعنی ایجاب و قبول کا ہو جانا تو اس حدیث کا بیان کرنا ہی بیکار تھا، اس لئے جب تک ایجاب و قبول نہ ہوں بیع تمام ہی نہیں ہوئی، تو وہ کیونکر نافذ ہو گی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، قَالا :حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْوَضِيئِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ > :ﷺالْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا ۔

ترجمہ: ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ": بائع اور مشتری) بیچنے اور خریدنے والے (جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں دونوں کو) بیع کے منسوخ کرنے کا (اختیار ہے "۔[26]

قرآن وحدیث کی رہنمائی میں عالمی تجارت اور اس میں اسلامی سرمایہ کاری کا انضمام ایک مضبوط اخلاقی بنیاد کے ساتھ ایک نیک عمل بن جاتا ہے۔اسلامی سرمایہ داری یا مالیات کا شعبہ ایک زیادہ اخلاقی، جامع اور باہم مربوط، عالمی اقتصادی نظام میں نمایاں کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔جب عالمی تجارت قرآن واحادیث پر مبنی ہے، اخلاقی سرمایہ کاری کو فروغ دینے، اقتصادی ترقی کو فروغ دینے اور عالمی سطح پر معاشروں کی فلاح و بہبود میں مثبت کردار ادا کا ذریعہ بنتے ہیں۔

---

[25]- تخریج/ البیوع ۴۲)۲۱۰۷(، ۴۳)۲۱۰۹(، ۴۴)۲۱۱۱(، ۴۵)۲۱۱۲(، ۴۶)۲۱۱۳(، م/البیوع ۱۰)۱۵۳۱(، ن/البیوع ۸)۴۴۷۶(،)تحفة الأشراف :۸۲۷۲(، وقد أخرجه :د/البیوع ۵۳)۳۴۵۴(،

Takhrej ul boyo(42):2107(43):2019(44): 2111(45):2112(46):2113(M:Al Boyo10)1531(N:Al Boyo8)4476,Tohfat ul Asraf:2872 Waqad Akhraja:dal/Al boyo,53(3454)

[26]- تخریج :د/البیوع ۳۵)۳۴۵۷(،)تحفة الأشراف :۱۱۵۹۹(، وقد أخرجه :حم)۴/۴۲۵( )صحیح(

Takrej :dal/Al boyoe35(3457)Tahfat ul Asraf:(11599)Waqad Akhraja:Ha Meem;(4/425)Al Saheeh

نتائج وسفارشات:

- اسلامی سرمایہ کاری کے ذریعے مالی شمولیت پر زور دینا اخلاقی مالیاتی خدمات کو بڑھانے کا سبب بنے گی۔ یہ شمولیت اقتصادی تفاوت کو کم کرنے اور سماجی اثرات کو فروغ دینے کے وسیع اہداف کے ساتھ مطابق بھی رکھے گی جس کی وجہ سے اسلامی سرمایہ کاری کے نظام کو پائیدار ترقی میں اہم شراکت دار بنایا جاتا ہے۔
- اسلامی مالیاتی اداروں اور ان کے ہم منصبوں کے درمیان مشترکہ کوششیں باہمی افہام و تفہیم اور قبولیت کو فروغ دینے کے لیے اہم ہیں۔اس طرح کے تعاون سے اسلامی مالیات کے عالمی اقتصادی انضمام میں مدد ملتی ہے۔
- حکومتوں اور ریگولیٹری اداروں کو فعال طور پر ایسے پالیسی فریم ورک کو اپنانے کی ضرورت ہے جو کہ مضبوط ہو اور اسلامی سرمایہ کاری کو فروغ دے۔
- سرمایہ کاروں کی ابھرتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسلامی مالیاتی مصنوعات اور خدمات میں مسلسل جدت کو فروغ دیں۔
- اسلامی مالیات کے بارے میں بیداری اور سمجھ بوجھ کو بڑھانے کے لیے سرمایہ کاروں اور عام لوگوں دونوں کے لیے مالی خواندگی کے پروگرامز شروع کرنے چاہئیں۔
- اسلامی مالیاتی مصنوعات کو معیاری بنانے کے لئے کام کریں تا کہ شفافیت کو بڑھایا جاسکے۔
- سٹینڈرڈائزیشن اسلامی مالیات کی ساکھ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔
- عالمی اقتصادی انضمام کے تناظر میں اسلامی معاشیات میں اسلامی سرمایہ کاری کے مؤثر فروغ اور ترقی کے لئے کثیر جہتی نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔
- ان سفارشات پر عمل کرکے اسٹیک ہولڈرز ایک لچکدار، اخلاقی اور جامع عالمی مالیاتی نظام میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔